Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

An Analytical Study of the Biblical Prophecies Concerning the Advent of the Prophet Muhammad ﷺ in the Light of Fiqh al-Sīrah

بائبل میں نبی کریم ﷺ کی بعثت کی پیشین گوئیاں فقہ السیرۃ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Mufti Muhammad Ramzan Sialvi
Ph.D. Scholar, Minhaj University, Lahore
Email: Muftimramzansialvi@yahoo.com

Hafiz Muhammad Abdullah
M.Phil. Islamic Studies, University of The Punjab, Lahore
Email: ha925245@gmail.com

Abstract

This study, titled ***"Prophecies in the Bible Regarding the Advent of the Prophet Muhammad ﷺ: An Analytical Study in the Light of Fiqh al-Sirah,"*** examines the biblical prophecies that Muslim scholars have interpreted as predictions of the advent of Prophet Muhammad ﷺ. The research analyzes selected passages from the Old and New Testaments, particularly those associated with the coming of a future prophet and evaluates their significance in the light of *Fiqh al-Sirah*, The study of the Prophetic biography with its historical, theological, and contextual dimensions. The study adopts an analytical and comparative methodology, examining the relevant biblical texts alongside Qur'anic references, Prophetic traditions, classical Muslim scholarship and contemporary academic interpretations. It seeks to distinguish between textual evidence, Muslim exegetical interpretations and later polemical readings, while considering the historical and religious contexts in which these prophecies were understood. The research argues that several biblical passages have been regarded by Muslim scholars as containing indications compatible with the mission and characteristics of Prophet Muhammad ﷺ, although their interpretation remains a subject of theological and academic debate. By integrating the principles of *Fiqh al-Sirah* with textual and historical analysis, the study aims to provide a balanced assessment of the evidentiary value of these prophecies and their relevance to the understanding of the final Prophethood in Islam.

Keywords: Prophet Muhammad ﷺ, Biblical Prophecies, Fiqh al-Sirah, Prophethood, Bible, Qur'an, Comparative Religion, Islamic Studies

اللہ تعالی نے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا۔ عالم میں حال بھی گزشتہ بھی اور مستقبل میں آنے والے تمام بشر و انس، چرند و پرند نیز عالم دنیا کی تمام اشیاء شامل ہیں۔ بعثت نبوی ﷺ کے بعد نبی رحمت ﷺ کی رحمت اللعالمینی کا ثبوت قرآن ہے اور تا قیامت آنے والی تمام انسانیت کے لیے بھی قرآن ہی مشعل راہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کیا نبی مکرم ﷺ اعلان بعثت سے قبل گزشتہ امتوں کے لیے بھی رحمت اللعالمین، نبی آخر الزماں، رحیم و

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

شفیق تھے ؟اور اگر تھے تو اس کے کیا عقلی دلائل وثبوت ہیں ؟تو ذیل میں ہم تورات وانجیل میں نبی مکرم ﷺ کی نبوت کی گواہیوں اور فقہ السیرۃ پر روشنی ڈالتے ہیں۔

فقہ السیرۃ کی تعریف

السيرة النبوية هي سجل الأحداث المتعلقة بحياة النبي ﷺ وما يتعلق بها من أحداث سبقتها وأخرى تلتها، والمقصود بفقه السيرة استنباط ما في هذه الأحداث من عبر وعظات وفوائد ودروس وأحكام فقهية[1]

"سیرتِ نبوی سے مراد نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی سے متعلقہ تمام واقعات اور ان سے ماقبل ومابعد میں پیش آنے والے متعلقہ حالات وواقعات کا ریکارڈ ہے۔ اور "فقہ السیرۃ" سے مراد ان تمام واقعات سے حکمتیں، نصائح، فوائد، اسباق اور فقہی احکام اخذ (استنباط) کرنا ہے۔"

زید بن عبدالکریم الزید اپنی کتاب فقہ السیرۃ میں لکھتے ہیں:

فهم السيرة النبوية فهماً ناتجاً عن علم وتفكير وتأمل وحُسْنِ إدراك في أحداثها، يؤدي إلى استخراج دروس وعِبَرٍ مفيدة، ظاهر آثارها في السلوك الصالح العاجل والآجل وهذا يشمل الدروس المتعلقة بتقويم العقيدة، والأخلاق مع النفس ومع الغير[2]

"سیرتِ نبوی کو ایسے فہم کے ساتھ سمجھنا جو علم، فکر، تدبر اور اس کے واقعات کو بہترین انداز میں سمجھنے کا باعث ہو۔ یہ ایک ایسا فہم ہے جو مفید اسباق اور عبرتیں نکالنے کا باعث بنتا ہے اور جس کے اثرات دنیا اور آخرت (حال اور مستقبل) دونوں میں نیک عمل اور بہترین رویے کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور اس میں وہ اسباق شامل ہیں جن کا تعلق عقیدے کی اصلاح سے ہے نیز اپنے نفس کے ساتھ اور دوسروں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے ہے۔"

تورات وانجیل سے حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا ثبوت

نبی کریم ﷺ کی بعثت عربوں کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے تھی۔ آپ ﷺ کی نبوت عالمگیر اور دائمی ہے۔ جس کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں بھی دی گئی۔ اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کے ذریعے پچھلی امتوں کو آنے والے آخری نبی ﷺ کی بشارت دی تاکہ ان کی آمد پر لوگ پہچان کر ایمان لائیں قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ[3]

"وہ لوگ جو اتباع کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔"

[1] احمد شکری، فقہ السیرۃ النبویۃ فی التفاسیر المعاصرۃ، سیرت سٹڈیز، ج3، شمارہ 2018ء، ص115
[2] زید بن عبدالکریم الزید، فقہ السیرۃ، آفاق المعرفۃ، الریاض، 1444ھ، ج 1، ص33، 32
[3] الاعراف 157:7

OPEN ACCESS
CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات وانجیل میں نبی آخر الزماں ﷺ کا ذکر واضح طور پر موجود تھا اور اہل کتاب ان کی صفات سے واقف تھے۔ حضرت موسی علیہ السلام کو دی گئی کتاب تورات میں اللہ تعالی فرماتا ہے:

"میں ان کے لیے انہی کے بھائیوں میں سے ایک نبی اٹھاؤں گا جو تیری مانند ہوگا اور میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور وہی کچھ ان سے کہے گا جو میں اسے حکم دوں گا"[4]

فقہ السیرۃ کے اہم نکات

درج بالا پیشین گوئی کے ضمن میں دائرہ معارفِ سیرت میں ہے:

"یہاں تیرے بھائیوں سے مراد بنی اسماعیل ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہی تھے۔ اس نبی کا موسی علیہ السلام کی مانند ہونا بھی محمد ﷺ کی شخصیت پر پورا اترتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی شریعت لانے والے صاحب امت اور صاحب حکومت نبی تھے"۔[5]

عبدالستار غوری صاحب اس واقعہ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالی نے یہ الفاظ بغیر سوچا سمجھے اور بے دھانی میں نہیں استعمال فرمائے ہیں۔ اس نے یہ الفاظ سوچ سمجھ کر اور فیصلہ کن انداز میں استعمال کیے ہیں۔ یہ الفاظ یہود و نصاری کے اس دعوے کا ہر امکان مسترد کر دیتے ہیں کہ موعود نبی بنی اسرائیل کے درمیان سے ہوگا"۔[6]

اس کے بعد حضور ﷺ کی خاصیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پیشنگوئی کے بالکل درست اطلاق کے تعین کے لیے ایک نبی، ایک اور اہم نقطہ ہے جس کا پوری توجہ سے تجزیہ ضروری ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام یہ نہیں فرما رہے کہ اللہ تعالی انبیاء مبعوث فرمائے گا۔ بلکہ وہ لفظ ایک نبی فرما رہے ہیں۔ یعنی آئندہ آنے والا شخص حضرت موسی علیہ السلام کے بعد آنے والا ایک اور صرف ایک نبی ہوگا۔ اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ سلسلہ اسرائیل یہود میں حضرت موسی علیہ السلام کے بعد متعدد انبیاء آچکے ہیں۔ اہم نقطہ یہ ہے کہ موعود نبی صرف ایک نبی ہونا چاہیے۔ جو صرف ایک اور یکتا ہو۔ جس کے متعلق یہ بھی ضروری ہے کہ وہ ان کے بھائیوں میں سے ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ موسی علیہ السلام کی مانند ہو۔ اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ یہود کے بھائیوں میں سے ایک اور صرف ایک ہی شرط صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ ہی پر پوری اترتی ہے۔ جو بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل میں سے ہیں۔ جہاں تک اسرائیلی انبیاء کا تعلق ہے ان میں سے کسی ایک کے بارے میں ایک ہونے اور صرف ایک ہی ہونے کے

[4] کتاب الاستثنا18:18
[5] عبدالقیوم ،پروفیسر،دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ،لاہور،بزم اقبال،2022،ج3،ص344
[6] غوری،عبدالستار ،محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں،لاہور،المورد،شرکت پرنٹنگ پریس،2010،ص39

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

وصف کا دعوی کسی طرح بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اولاد اسحاق کو یعقوب اسرائیل میں سے درجنوں انبیاء مبعوث ہو چکے ہیں۔ ایک نبی ہونے کا تقاضہ ہے کہ وہ موسی علیہ السلام کے بعد آنے والے دوسرے تمام انبیاء سے ممتاز ہو۔ جو سب کے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کی اس شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو اسرائیل یعنی یعقوب بن اسحاق علیہ السلام سے منسوب ہے۔ یہ تو صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جو نسل ابراہیم سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ آ ئے بھی حضرت موسی علیہ السلام کے بعد ہیں۔ مبعوث بھی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوئے ہیں اور جو پوری نسل اسماعیل میں صرف ایک نبی ہونے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں"۔[7]

نبی کریم ﷺ کو موسی علیہ السلام کی مانند نبی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ موعود نبی میں کوئی ایسا بے مثال اور خصوصی وصف حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ مشترک ہوگا۔ جس کا مستقبل میں آنے والا کوئی اور نبی دعویٰ نہ کر سکے۔ حضرت موسی علیہ السلام کی ایک ایسی نمایاں اور یکتا و بے مثال خصوصیت ہے۔ جس کی اپنے اندر موجودگی کا موسی علیہ السلام کے بعد آنے والا اولاد اسرائیل کا کوئی دوسرا نبی دعوی نہیں کر سکتا۔ اور جس میں حضرت موسی علیہ السلام کے بعد آنے والا کوئی اسرائیل نبی ان کی مانند نہیں ہو سکتا۔ وہ وصف کیا ہے؟ حضرت موسی علیہ السلام ہی تھے جو لوگوں کے لیے اللہ تعالی کا قانون لے کر آئے تھے۔ اس کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ پوری انسانی تاریخ میں اولاد ابراہیم میں سے کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہوا۔ جو یہ دعویٰ کر سکے کہ وہ لوگوں کے لیے اصلی اور مکمل خدائی شریعت لے کر آیا ہے۔ جو اس پر اللہ تعالی کی طرف سے نازل ہوئی ہو نہ تو کبھی کسی نے اس کا دعوی ہی کیا ہے اور نہ یہ بات کسی پر صادق آتی ہے۔ تاریخ میں ایسے کسی مدعی امیدوار کا وجود ہی نہیں جو اسرائیلیوں کے بھائیوں میں سے حضرت موسی علیہ السلام کی مانند ایک آتشیں شریعت کے ساتھ مبعوث ہونے کا دعویدار ہو۔ اور جس سے بنی اسماعیل جو بنی اسرائیل کی حقیقی طور پر بھائیوں میں سے اس واحد و یکتا نبی کے حریف کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ غیر جانبدار اور غیر معتصب عالم اس کی تردید نہیں کر سکتا۔"[8]

کیا حضرت عیسی علیہ السلام کسی بھی لحاظ سے حضرت موسی علیہ السلام کی مانند ایک نبی ہیں؟ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے عبدالستار غوری لکھتے ہیں:

"جناب عیسی علیہ السلام اپنی پیدائش سے لے کر اپنی موت تک اکثر نمایاں پہلوں کے لحاظ سے جناب موسی علیہ السلام کی مانند ہونے کی بجائے حضرت موسی علیہ السلام سے مختلف ہیں۔ اس کے بر عکس محمد رسول اللہ ﷺ اکثر و بیشتر نمایاں پہلوں سے حضرت موسی علیہ السلام کی مانند ہیں۔ پہلی نمایاں بات یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ اور قریبا تمام دوسرے انبیاء عام انسانوں کی طرح فطری طریقے سے ماں اور باپ کے توست سے پیدا ہوئے۔ جبکہ عیسیٰ علیہ

[7] غوری، عبدالستار، محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں، ص39
[8] غوری، عبدالستار، محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں، ص40

OPEN ACCESS
CC BY

السلام عام معمول کے خلاف بن باپ کے ایک کواری ماں یعنی حضرت مریم علیہ السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ دوسری نمایاں بات یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ اور دوسرے قریباً تمام نبی عام انسانوں کی طرح فوت ہوئے۔ جبکہ عیسی علیہ السلام کی وفات خود مسیحیوں کے نزدیک کچھ مختلف نوعیت کی تھی۔ تیسری نمایاں بات یہ ہے کہ جناب موسی علیہ السلام کو نبوت کوہ سینا پر عطا ہوئی تھی۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کو حرا جسے آج کل جبل نور کہا جاتا ہے۔ کہ ایک گار میں نبوت کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ مسیحیوں کا دعوی تھا حضرت عیسی علیہ السلام ہی وہ عہد کے نبی ہیں۔ یہود کا دعوی تھا کہ حضرت یوشع علیہ السلام ہی موعود نبی ہیں۔"[9]

صورتحال جو کچھ بھی ہو جناب عیسی علیہ السلام نے کبھی موسیٰ علیہ السلام کی مانند وہ نبی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جناب مسیح علیہ السلام کی حین و حیات اس عہد کے رسول کی آمد ہنوز باقی تھی۔ یہ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جو جناب موسی علیہ السلام کی مانند اس نبی کے تمام شرائط پر پورا اترتے ہیں۔ یہ آپ ﷺ ہی ہیں جو اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہیں۔ اور جو حضرت عیسی علیہ السلام کے بعد مبعوث ہوئے ہیں۔ اور جنہیں خداوند تعالیٰ نے خود بھی موسی علیہ السلام کی مانند قرار دیا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۔ شَاہِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا السَّمَاۗءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ۭكَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا[10]

"ہم نے تم لوگوں کے پاس اسی طرح ایک رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا اگر تم بھی ماننے سے انکار کرو گے تو اس دن کیسے بچوں گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور جس دن کی سختی سے آسمان پھٹا جا رہا ہو گا اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہنا ہے یہ ایک نصیحت ہے اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کر لے۔"

زبور میں نبی مکرم ﷺ کی بعثت کے بارے میں پیشین گوئیاں

حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب زبور میں ایسے اشعار موجود ہیں جن میں نبی آخر الزماں ﷺ کی آمد کی خبر ملتی ہے۔ زبور میں ہے کہ:

"وہ تمام بادشاہوں پر غالب آئے گا اور سب قومیں اس کی خدمت کریں گی۔"[11]

[9] ایضاً، ص42
[10] المزمل 73:19-15
[11] زبور 72:11

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

دائرہ معارفِ سیرت میں اس آیت کی وضاحت یوں بیان ہے:

"یہ آیت رسول اکرم ﷺ کی عالمگیر حکومت اور نبوت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسا کہ بعد میں ان کی دعوت تمام اقوام و قبائل تک پہنچی اور عرب و عجم ان کے اطاعت میں آئے۔"[12]

حضرت داؤد علیہ السلام زبور میں ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"میرے دل میں ایک نفیس مضمون جوش مار رہا ہے۔ میں وہی مضمون سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلم بند کیے ہیں۔ میری زبان ماہر کاتب کا قلم ہے۔ تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے۔ اس لیے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لیے مبارک کیا۔ اے زبردست، تو اپنی تلوار کو جو تیری حشمت و شوکت ہے، اپنی کمر سے حمائل کر۔ اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو۔ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا۔ تیرے تیر تیز ہیں: وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں۔ امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں۔ اے خدا تیرا تخت ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔ تو نے صداقت سے محبت رکھی اور بدکاری سے نفرت۔ اسی لیے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔ تیرے ہر لباس سے مر اور عود اور تج کی خوشبو آتی ہے۔ تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں۔ اے بیٹی سن غور کر اور کان لگا۔ اپنی قوم اور اپنے باپ کے گھر کو بھول جا۔ اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تو اسے سجدہ کر۔ قوم کے دولت مند تیری رضاجوئی کریں گے۔ تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گی جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا۔ میں تیرے نام کی یاد کو نسل در نسل قائم رکھوں گا اس لیے امتیں ابد الآباد تیری شکر گزاری کریں گی۔"[13]

عبدالستار غوری صاحب زبور اس نظم کی وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"زبور کے اس گیت کو بائبل کے اکثر مفسرین نے کسی بادشاہ کی شادی کا گیت قرار دیا ہے۔ لیکن وہ بادشاہ کون ہے؟ اس کی کوئی وضاحت نہیں کی جاتی۔ یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اس کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دیا ہے۔ پہلی آیت اس نظم کی حیثیت اور مقصد اس طرح واضح کر دیتی ہے کہ کسی شک و شبہ کا شائبہ تک باقی نہیں رہتا۔ پہلے جملے کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ میرے دل پر ایک اچھی بات کا الہام کیا گیا ہے۔ جو اس بات پر زور دے رہا ہے کہ اسے ظاہر کیا جائے۔ اس لیے میں

[12] عبدالقیوم، پروفیسر، دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ، ج3، ص373
[13] زبور 45: 17-1

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

نے اسے قلم بند کر لیا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ مضمون الہامی ہے۔اور اس بات کا تقاضا کر رہا ہے کہ اس سے آگے دوسروں تک پہنچایا جائے۔آیت کے اگلے جملے میں حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں میں وہی مضمون سناؤں گا جو میں نے بادشاہ کے حق میں قلم بند کیے ہیں۔اس کا مطلب ہے کہ داؤد علیہ السلام فرمار ہے ہیں کہ جو خوبصورت مضمون ان پر الہام کیا گیا تھا۔اور جسے انہوں نے احتیاط اور حفاظت کے لیے قلم بند کر لیا تھا،اب وہ اس سے ایک نظم کی شکل میں لکھ کر اور تلاوت کر کے لوگوں تک پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اور یہ مضمون ایک بادشاہ کے بارے میں ہے۔اسی آیت کے تیسرے جملے میں داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ کوئی اناڑی شاعر یا ناپختہ مصنف نہیں، بلکہ فن تصنیف و تالیف کے ماہر ہیں۔اور جملہ اصناف شعر و ادب سے پوری طرح آشنا ہے۔یہاں پہ یہ بات ذہن میں رہے کہ مسیحی مفسرین نے حسب عادت اس گیت کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کی حق میں ایک پیشین گوئی قرار دیا ہے۔لیکن کیا یہ پیشین گوئی درست ہے؟اس کا تعین کرنے کے لیے قدرت الٰہی نے اسے اے نیو کمنٹری کے مفسر سے یہ الفاظ لکھوا دیے ہیں:

"But for the reason it is really applicable Only to who fulfilled It to the highest"[14]

"اس وجہ سے حقیقت میں اس پیشین گوئی کا اطلاق صرف اس سے ذات پر کیا جاسکتا ہے جو اس سے اعلیٰ ترین سطح پر پورا کر دکھائے۔"

دوسری آیت سے اصل پیشین گوئی شروع ہو جاتی ہے۔اور اس کا پہلا جملہ ہی حقیقت حال واضح کر دیتا ہے۔داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: **"تو بنی آدم میں سب سے حسین ہے"۔**

عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خود بائبل کے مفسرین اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ظاہری شکل و صورت کے اعتبار سے دلکش نہ تھے[15]۔

لیکن جب حضور پاک ﷺ کے بارے میں ہم اس کا اطلاق کرتے ہیں تو یہ بات خوب آپ ﷺ پر صادق آتی ہے۔سنن ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"میں نے نبی پاک ﷺ سے زیادہ کوئی حسین نہیں دیکھا۔یوں لگتا تھا جیسے سورج آپ ﷺ کے چہرے میں رواں دواں ہو"[16]

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بنی آدم میں سب سے زیادہ حسین کے الفاظ کس پر صادق آتے ہیں۔"تیرے ہونٹوں میں لطافت بھری ہے"۔یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ہونٹوں کے اندر لطافت اور عظمت ڈال دی گئی ہے۔یعنی آپ ﷺ شیریں بیاں اور فصیح اللسان مقرر ہیں۔یہ بات حرف بہ حرف نبی کریم

[14] A new com. On holy Scripture,ed,Charles Gore,etaj(London:S.P.C.K.,1951),p.357
[15]Mathway Henry,An Exposition of O and NT,4:851
[16] محمد بن عیسیٰ ،سنن ترمذی، کتاب المناقب عن رسول اللہ ﷺ باب نبی اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک،الرقم:3648

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

ﷺ پر سچی ثابت ہوتی ہے۔ دوسری آیت کا آخری جملہ: "اسی لیے خدا نے تجھے ہمیشہ کے لیے مبارک بھی کیا"۔ پیشین گوئی کا یہ حصہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ دنیا کی کسی ہستی پر صادق نہیں آتا۔ پچھلے ڈیڑھ ہزار سال میں تاریخ شاہد ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اشھد ان محمد رسول اللہ کی صدائیں دن میں پانچ مرتبہ گونجتی ہیں۔ اور ان کو سننے والا ہر مسلمان آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجتا ہے۔ تیسری آیت میں بیان کیا گیا ہے: "اے زبردست، تو اپنی تلوار کو جو تیری شوکت و حشمت ہے اپنی کمر سے حمائل کر"۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ "ممدوح الامم" تلوار سے مسلح ہو کر میدان جنگ میں بھی اترے گا۔ جناب عیسی علیہ السلام کا ان امور سے کبھی دور کا بھی واسطہ نہیں رہا۔ جبکہ یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ پر من و عن پوری اترتی ہے۔ آپ ﷺ جزیرہ نمائے عرب کے بادشاہ بھی تھے۔ اور تلوار قمر سے حمائل کر کے غزوہ بدر، احد، خندق، فتح مکہ، غزوہ خیبر وغیرہ میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے لشکروں کی سپہ سالاری کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے اور آپ ﷺ کی شوکت و حشمت کو پوری دنیا نے خراج تحسین پیش کیا۔ چوتھی آیت کا پہلا حصہ ہے: "اور سچائی اور حلم اور صداقت کی خاطر اپنی شان و شوکت میں اقبال مندی سے سوار ہو"۔ سچائی، حلم اور صداقت کے الفاظ محمد رسول اللہ ﷺ کی شناخت ہیں۔ صادق اور امین آپ کے صفاتی نام ہیں۔ آپ ﷺ کے اسم علم کی صورت اختیار کر گئے تھے۔ چوتھی آیت کا دوسرا جملہ ہے: "اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام دکھائے گا"۔ مہیب کے لیے انگریزی میں ٹیریبل **terrible** کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ 'سٹرونگ' نے اس کے معنی لکھے ہیں:

"To fear, to revere; frighten; be afraid; terrible."[17]

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قریش اور دیگر اہل عرب کے مجمعوں میں ان کے خداؤں بتوں پر بے دریغ تنقید کرتے تھے۔ لیکن کبھی کوئی آپ ﷺ کا بال بھی بیکانہ کر سکا۔ کیونکہ اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں پر آپ ﷺ کی ہیبت طاری کر دی تھی۔ پانچویں آیت کا پہلا جملہ ہے": **تیرے تیر تیز ہیں۔ وہ بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگے ہیں"۔**

جناب اسماعیل علیہ السلام اور ان کی نسل تیر اندازی میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔[18]

اس سلسلے میں مزید قابل غور بات یہ ہے کہ تیر تیز ہونے سے حربی قوت اور فتوحات بھی مراد ہیں۔ چنانچہ وقت کی دو سپر پاورز آپ ﷺ کے مقابلے میں بری طرح ناکام ہوئیں۔ شہنشاہ ایران نے اپنی ایک باج گزار ریاست یعنی یمن کو حکم دیا کہ حضور ﷺ کو پابہ زنجیر گرفتار کر کے پیش کیا جائے۔ لیکن اس کا یہ حکم حسرت

[17] Strong's Dic ,3372,p.52

[18] کتاب پیدائش 20:21

OPEN ACCESS
CC BY

ہی بن کر رہ گیا اور اس کی فوری موت اس کی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور بالآخر سلطنت ایران کے خاتمے پر منتج ہوا۔اسی آیت کا دوسرا جملہ ہے۔"امتیں تیرے سامنے زیر ہوتی ہیں"۔اس کی وضاحت کی یہاں نہ ضرورت ہے نہ گنجائش تاریخ کا ہر منصف مزاج طالب علم اس کی گواہی دیے بغیر نہیں رہ سکتا۔فتح مکہ کے بعد جس طرح جوق در جوق قبائل عرب نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت قبول کی۔وہ اس کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔اور پھر اس کے بعد یہ دائرہ پھیلتا ہی گیا۔چھٹی آیت کا پہلا حصہ ہے:"اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے"۔یہاں لفظ خدا سے اللہ تعالی ہر گز مراد نہیں ہو سکتا۔جیسا کہ اگلی آیت کے دوسرے جملے کی ابتدا ہی سے ظاہر ہے اس لیے خدا تیرے خدا نے شادمانی کے تیل سے تجھ کو تیرے ہمسروں سے زیادہ مسح کیا ہے۔میں خود خدا کا خدا تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ظاہر ہے جملے میں" تیرے "اور "تجھ کو" کی مخاطب کی ضمیریں آیت 6 کے لفظ "اے خدا" سے متعلق ہیں۔یعنی جس بادشاہ کے حق میں حضرت داؤد علیہ السلام یہ مضمون لکھ رہے ہیں۔اس کا تخت ابدالآباد ہے۔اس کے عصائے سلطنت یعنی شاہی اختیار و اقتدار حق و صداقت پر مبنی ہیں۔وہ نیکی سے محبت اور بدی سے نفرت کرتا ہے۔اس لیے خدا نے اسے اس کے ہم سروں کے مقابلے میں مسرت کے تیل کے ساتھ زیادہ مسح کیا ہے۔یہ آیات ایک ایسے رسول سے متعلق ہیں جو عصائے سلطنت اور اختیار و اقتدار کا مالک ہے۔اس لیے حضرت عیسی علیہ السلام پر ان کا اطلاق ہر گز ممکن نہیں۔چنانچہ ان کا مصداق محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔"تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں"۔حضرت عیسی علیہ السلام پر تو اس کا اطلاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ کی عورتیں تو سرے سے موجود ہی نہیں تھیں۔محمد رسول اللہ ﷺ پر اس کا پوری طرح اطلاق ہوتا ہے۔آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا عرب کے نہایت معزز قبیلے سے تعلق رکھتی تھیں اور عرب کی مالدار خاتون تھیں۔جناب عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا امیر المومنین جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاحبزادی تھیں۔اسی طرح حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا دوسرے خلیفہ امیر المومنین جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی صاجزادی تھیں۔اسی طرح جناب جویریہ رئیس بنی مصطلق حارث بن ضرار کی صاجزادی یعنی بنو مصطلق کی شہزادی تھیں۔حضرت ام حبیبہ قریش کے رئیس ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔اس طرح اس بات کا کہ تیری معزز خواتین میں شہزادیاں ہیں، محمد رسول اللہ ﷺ پر حرف بہ حرف اطلاق ہوتا ہے۔دسویں اور گیارویں آیات:"اے بیٹی سن غور کر اور کان لگا اپنی قوم اور اپنے باپ کو بھول جاؤ اور بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا کیونکہ وہ تیرا خداوند ہے تو اسے سجدہ کر"کا اطلاق بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر حرف بہ حرف ہوتا ہے ۔سیدہ صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کا تعلق جناب داؤد علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل ہی سے تھا۔اس لیے انہیں "اے بیٹی" کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔اور ان کا یہ ارشاد گرامی کے بادشاہ تیرے حسن کا مشتاق ہوگا بھی حقیقت کی عکاسی ہے۔مولانا شبلی لکھتے ہیں: حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ جناب محمد عربی ﷺ کو نہایت

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

محبت تھی۔اور وہ ہر موقع پر ان کی دل جوئی فرماتے تھے۔[19] اور یہ اپنی قوم یہود کو چھوڑ کر رسول ﷺ کی زوجیت اور رفاقت میں آگئی تھیں۔یہی حال حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بھی تھا۔بارہویں آیت میں ہے: "قوم کے دولت مند تیری رضا جوئی کریں گے"۔حبشہ کے بادشاہ نجاشی،بحرین کے حکمران منذر اور سلطان عمان مطیع ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔قیصر روم ہرقل نے آپ ﷺ کی خدمت میں ہدیے ارسال کیے۔اس کے علاوہ بکثرت اہل ثروت لگاتار آپ ﷺ کی خدمت میں تحفے اور ہدیے بھجواتے رہتے تھے۔"تیرے بیٹے تیرے باپ دادا کے جانشین ہوں گے۔جن کو تو تمام روئے زمین پر سردار مقرر کرے گا" اس کا تعلق بھی محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے۔فرزندان اسلام لگاتار مختلف ممالک میں اقتدار و حکمرانی کے وارث بنتے چلے آئے ہیں۔اسی طرح اگر تعصب اور تنگ نظری سے بالاتر ہو کر دیکھا جائے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی محمد رسول اللہ ﷺ پر پوری طرح صادق آتی ہے۔[20]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو نبی اخر الزماں ﷺ کی آمد کی بشارت دی۔قران کریم بھی اس کی تصدیق ان الفاظ کے ساتھ کرتا ہے:

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ[21]

"اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اس کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات میں موجود ہے اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے۔"

اسی طرح انجیل یوحنا میں ہے:

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں چلا جاؤں تو اس سے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور جب وہ آئے گا تو وہ دنیا کو گناہ راست بازی اور عدالت کے بارے میں قائل کرے گا۔"[22]

فقہ السیرۃ کے اہم نکات

یہاں "مددگار "praelete سے مراد وہی نبی مکرم ﷺ ہے جنہوں نے بعد میں آکر دنیا کو حق و باطل میں فرق بتایا۔"دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ﷺ میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے:

[19] شبلی نعمانی ،سیرت النبی ﷺ،جلد 2، پاکستان ،نیشنل بک فاؤنڈیشن ،1985،ص431
[20] غوری،عبدالستار ،محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں ،ص136
[21] الصف61:6
[22] یوحنا7: 16-8

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

"حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی خبر پچھلی الہامی کتب میں اس طرح محفوظ تھی کہ اہل کتاب جب آپ ﷺ کو دیکھتے تو پہچان لیتے تھے۔ گویا وہ اپنے بیٹوں سے زیادہ آپ کو جانتے تھے۔ ان کی کتب میں آپ کی صفات، ہجرت صحابہ، دعوت اور صحت کی ایسی نشاندہی تھی جو کہ کسی عام انسان کے لیے ممکن نہ تھی۔"[23]

اس ضمن میں انجیل کی چند آیات پیش کی جاتی ہیں:

- اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکم پر عمل کروگے اور میں باپ سے درخواست کروں گا کہ وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔[24]
- اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔[25]
- لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔[26]

صاحب ضیاء النبی پیر کرم شاہ صاحب ان آیات کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کوئی آنے والا ہے جس کی آمد کی خبر جناب عیسی علیہ السلام بار بار اپنی امتیوں کو دے رہے ہیں۔ اس آنے والے کی جن صفات و خصوصیات کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔ ان کا مستحق بجز ذات پاک حبیب کبریا ﷺ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔"[27]

اس کے بعد حدیث مبارکہ بیان کرتے ہیں:

عطاء بن یسار سے مروی ہے آپ کہتے ہیں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے ہوئی میں نے کہا حضور ﷺ کی جن صفات کا ذکر تورات میں آیا ہے۔ ان سے مجھے آگاہ فرمایئے۔ آپ نے کہا بے شک تورات میں حضور ﷺ کی وہی صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن میں بیان ہیں۔ پھر آپ نے تورات کی مندرجہ ذیل آیت تلاوت کی:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ، إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي سَمَّيْتُكَ المتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ، وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ، وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللَّهُ حَتَّى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا[28]

[23] عبدالقیوم، پروفیسر،دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ ،ج3،ص 337
[24] یوحنا 14 :17-16
[25] یوحنا 31:14
[26] یوحنا 27:15،26
[27] الازہری،محمد کرم شاہ،ضیاءالنبی ﷺ،لاہور،ضیاءالقرآن پبلیکیشنز،1420ھ،ج1،ص497
[28] بخاری،محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح،کتاب البیوع،باب کراهية السخب فی السوق،الرقم:2125

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
August 31, 2026

"اے نبی ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر خوشخبری دینے والا بروقت ڈرانے والا امیوں کے لیے جائے پناہ تو میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام المتوکل رکھا ہے نہ تو درشت خو ہے نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والا ہے تو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتا بلکہ معاف کر دیتا ہے اور بخش دیتا ہے اللہ تعالی آپ کو اپنی طرف نہیں بلائے گا یہاں تک کہ ایک ٹیڑھی ملت کو آپ کے ذریعے درست کر دے اور وہ سب کہنے لگے لا الہ الا اللہ۔ اللہ تعالی آپ کے ذریعے سے اندھی آنکھوں کو بینا بہرے کانوں کو شنوا غلافوں میں لپٹے ہوئے دلوں کو نور ہدایت سے منور کر دے گا۔"

مزید فرمایا:

"بہت سی ایسی روایات بھی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اہل کتاب حضور نبی کریم ﷺ کو پہچانتے تھے۔ لیکن محض حسد اور عناد کی وجہ سے ایمان لانے کے لیے تیار نہ ہوتے تھے"۔[29]

حضرت یعقوب علیہ السلام کی نبی مکرم ﷺ کی بعثت کے بارے میں پیشین گوئی

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو دعا دینے اور وصیت کرنے کے ساتھ محمد رسول ﷺ کی آمد کی پیشین گوئی بیان فرمائی تھی۔ چنانچہ نیو آکسفورڈ اینوٹیٹڈ بائبل میں اس کے ضمن میں لکھا ہے:

"Though the poem is depicted as a deathbed blessing by the text following it.,this poem seems to have been originally designed as a prediction of the destiny,good and bad ,of the tribes of Israel"[30]

اس پیشین گوئی کا متن اردو کے "کتاب مقدس" سے درج ذیل ہے:

"یہودہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قوم میں اس کی مطیع ہوں گی"۔

عبدالستار غوری صاحب اس پیشین گوئی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس پیشین گوئی کا محمد رسول اللہ ﷺ پر اتنا واضح اطلاق ہوتا ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اگر دیانت داری اور غیر جانبداری محنت اور تحقیق سے کام لیا جائے تو لفظ شیلوہ اور پوری آیت کا مفہوم اور اس کا مدلول متعین کرنا مشکل نہیں۔ آیت کا پہلا جملہ ہے کہ: "یہودہ سے سلطنت نہیں چھوٹے گی" تقریبا تمام انگریزی تراجم نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ یہودہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام مرنے سے پہلے اپنی آخری وصیت اور الوداعی دعائے برکت میں یہودا اور ان کی نسل کی بہادری کی تعریف کرتے ہیں اور پیشین گوئی کرتے ہیں کہ عصائے حکمرانی

[29] الازہری، محمد کرم شاہ، ضیاء النبی ﷺ، جلد1، ص497
[30] The New Oxford Annotated Bible.3rd Edn.,ed.Michael D.Coogan(Oxf Um Press.2001),p.78

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: August 31, 2026

یہودا کی نسل میں آئے گا اور وہ انہی کی نسل میں رہے گا حتیٰ کہ تاریخ کے مطالعے سے تحقیق کے ساتھ یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بعد سے حضرت داؤد علیہ السلام تک تو یہود کی نسل کو اپنے قبیلے کی سرداری کے عصائے حکمرانی مسلسل اور بے روک ٹوک حاصل رہا ہے۔اس کے بعد داؤد علیہ السلام کے دور میں اور ان کے بعد ان کے فرزند حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں تمام قبائل اسرائیل اور پوری ارض مقدس یہودا عصائے حکمرانی کے ماتحت تھی۔اسی طرح آیت کا آخری جملہ ہے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی تو تقریبا تمام انگریزی تراجم نے بھی یہ مفہوم دیا ہے۔یعنی لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے۔اور اس کی اطاعت کریں گے۔اسی طرح شیلوہ کا مدلول تلاش کرنے میں کسی صاحب بصیرت غیر جانبدار اور انصاف پسند کاری کو کسی طرح کی دقت محسوس نہیں ہونی چاہیے ۔کوئی پسند کرے یا نہ کرے حقیقت اپنی جگہ حقیقت ہے۔اور شیلوہ کا مدلول محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ پوری تاریخ انسانی کا کوئی اور شخص نہیں ہو سکتا۔محمد رسول اللہ ﷺ کے علاوہ اور کون ہے؟ جس کے گرد پوری دنیا کی قومیں اکٹھی ہوئی ہیں۔اور جس کی اطاعت بھی لوگوں نے جان سے قبول کی ہے۔[31]

سلیمان علیہ السلام کی غزل الغزلات میں نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیشین گوئی

یہ غزل دراصل نبی ﷺ کے بارے میں عظیم الشان پیشین گوئی ہے۔تاہم ترجمہ کرتے ہوئے اس کو بالکل بدل کر رکھ دیا گیا ہے۔ایک پیرا یہاں نقل کیا جارہا ہے:

"میرا محبوب سرخ و سفید ہے،وہ دس ہزار میں ممتاز ہے،اس کے سر خالص سونا ہے،اس کے زلفیں پیچ در پیچ اور کوے سے کالی ہیں،اس کا منہ از بس شیریں ہیں۔ ہاں! وہ سراپا عشق انگیز ہے۔اے یروشلم کی بیٹیوں! یہ ہے میرا محبوب یہ ہے میرا پیارا"[32]

اس غزل کی وضاحت درج ہے:

"وہ سراپا عشق انگیز ہے "اس کا انگریزی ترجمہ بائبل میں **He is altogether desirable** کیا گیا ہے۔جبکہ اصل عبرانی زبان میں موجودہ بائبل میں اصل الفاظ کا تلفظ **Wa kullo Muhammadim** یعنی "وقلو محمدیم" ہے۔عبرانی میں کسی کی عزت افزائی کے لیے اسے جمع کا صیغے کے ساتھ مخاطب کیا جاتا ہے۔اس مقصد کے لیے نام کے آخر میں **im** لگا دیا جاتا ہے۔پیشین گوئی کے باقی الفاظ میں آپ ﷺ کا سراپہ اور شرین گفتار ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔آپ ﷺ کے سر کے بالوں کے سیاہ اور ہلکے گھنگریالے ہونے کا بھی ذکر ہے۔یہ سراپا وہی ہے جو شمائل ترمذی میں بیان کیا گیا ہے۔نیز فتح مکہ پر 10 ہزار صحابہ میں آپ ﷺ کے ممتاز ہونے کا ذکر بھی ہے۔یعنی سلیمان علیہ السلام فرما رہے ہیں وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں۔میرے محبوب میری جان"۔[33]

[31] غوری،عبدالستار ،محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی چند پیشین گوئیاں،ص131
[32] غزل الغزلات5: 16-10
[33] پیام دوست،لاہور،ماہنامہ سوئے حرم ،اپریل 2007

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Special Seerah Issue 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
August 31, 2026

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ رسول کریم ﷺ کے حسن کے بارے فرماتے ہیں:

"روشن اور گلابی رنگت، نہ بے جان سفیدی اور نہ مٹی کی طرح براؤن اور آپ کے سر کے بال نہ گھنگرالے تھے نہ بالکل سیدھے"[34]

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"نبی کریم ﷺ خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ یوں لگتا ہے جیسے چاند کا ٹکڑا"[35]

خلاصہ کلام

قرآن کریم متعدد میں مواقع پر مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بائبل کی کتابوں میں پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ جن کی روشنی میں آپ ﷺ کو اہل کتاب اس طرح پہچان سکتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں بیٹیوں کو پہچان لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت ایک غیر متوقع واقعہ نہیں تھی۔ بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت تھی جس کی پیش گوئیاں صدیوں سے الہامی کتابوں، انبیاء سابقین کی تعلیمات اور اہل بصیرت کی زبانوں سے جاری تھیں۔ رسالت محمد ﷺ کے حوالے سے سابق آسمانی صحائف میں واضح اشارے موجود تھے۔ ان پیشن گوئیوں میں آپ ﷺ کی ذات، صفات، مقام بعثت، طرز دعوت اور رسالت کا ذکر پایا جاتا ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل خصوصاً حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک آنے والے نبی کی بشارت دی تھی۔ جو امی نبی ہوگا اور جو لوگوں کو توحید کی طرف بلائے گا۔ اسی طرح بعثت سے قبل مختلف روحانی نشانیاں بھی ظاہر ہوئیں جو اس عظیم واقعے کی تمہید تھیں۔ رسول ﷺ کی آمد کائناتی سطح پر ایک منصوبہ الٰہی کا حصہ تھی۔ جس کی تیاری مختلف زمانوں اور اقوام میں ہوتی رہی۔ ان تمام حقائق کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت ایک عظیم ترین نبوی سلسلے کے آخری اور مکمل کڑی تھی۔ جس کا انتظار صرف اہل کتاب ہی نہیں بلکہ دنیا کی روحانی فضا بھی کر رہی تھی۔ تورات و انجیل کی بشارت اس وقت حقیقت کے شاہد ہیں کہ آپ ﷺ وہی آخری نبی ہیں، جن کے انتظار میں انبیاء سابقہ کی امتیں تھیں۔ یہ پیغام آج بھی اہل کتاب تک پہنچانے کی ضرورت ہے تاکہ وہ آپ ﷺ کی سچائی کو دل سے تسلیم کریں۔ اور اللہ کے دین کی طرف رجوع کریں۔

[34] محمد بن عیسیٰ ،سنن ترمذی،کتاب المناقب عن رسول اللہﷺ، باب في مبعث النبي ﷺ وابن کم کان حین بعث،الرقم:3623
[35] بخاری،الجامع الصحیح،کتاب المغازی، باب حدیث کعب بن مالك،الرقم:4418

OPEN ACCESS

CC BY